Fikr-e-Iqbal
Vol 2 No 1, 2025

فکرِاقبال

The Practical Framework for the Future of Islamic Civilization: An Analytical Study

اسلامی تہذیب کے مستقبل کے لیے ایک عملی لائحہ عمل۔ تجزیاتی مطالعہ

Samreen Abdullah
M.Phill Scholar, Department of Quran and Sunnah Faculty of Islamic Studies, University of Karachi
Correspondence: scholar.samreen@gmail.com

Abstract

Islamic civilization is based on the Qur'an and Sunnah, which guide humans in all aspects of life. Alongside religious education, it encompasses social, economic, political, moral values, equality and justice, fine art, knowledge and philosophy. The noble quality of Islamic Civilization is that it is based on good morale, equality and justice. It is not only for Muslims, but for all humankind, the religion of peace, goodness and benevolence. History witnesses that Muslims made remarkable contributions in the fields of science, medicine, philosophy and intellectual sciences. The Muslim world has been suffering from political instability, economic hardship and intellectual stagnation. Under the influence of Western civilization, the larger share of Muslim Society has drifted away from its core values. The intellectual dominance, which was the splendors and special trait of Islamic civilization, has now become the asset and road to prosperity of the Western world. Internal conflicts have hindered the progress of this fast-progressing and prosperous civilization. By applying analytical and quantitative approaches, this study proposes a practical framework for the revival and sustainability of Islamic civilization by integrating classical Islamic values with contemporary needs in the light of the philosophy of Allama Iqbalؒ and Allama Syed Abul Aalaa Modudiؒ. The research highlights key areas of reform, including the integration of traditional and modern education, promotion of ethical and spiritual values, scientific and technological advancement based on Islamic principles and strengthening political as well as cultural identity. Furthermore, the role of media, family, educational institutions, international cooperation and interfaith dialogue is emphasized as vital tools for reshaping global perceptions about Islam. In this study, the central concern will be given to Pakistan as a case study, both at the national policy level and within local communities, inquiring into how these reforms can be particularly implemented within its educational, socio- political and cultural context. The paper concludes that through a balanced approach, discussed in the Qur'an and Sunnah, it is open to innovation. Islamic civilization can secure a vibrant, dynamic and influential future in the global arena.

Keywords:
Islamic civilization, Intellectual stagnation, Western civilization, Classical Islamic values, Socio- political

Fikr-e-Iqbal
Vol 2 No 1, 2025
Received: 15-10-2025 **Accepted:** 01-12-2025 **Online:** 31-12-2025

Licensed under CC BY-NC 4.0 (Non-Commercial, Attribution).
2025 [Author]. All rights reserved.

عالمِ وجود میں آنے والے بچے کو پروان چڑھنے کے لیے ماں کی گود ضروری ہے، نیز اس کی نشو نما کے لیے خاندان، معاشرہ اور تعلیم گاہ بھی ضروری ہے، اجتماعی زندگی انسان کی فطرت ہے اور تہذیب اس کی اساس ہے۔ کوئی بھی تہذیب بنیادی طور پر ۱) اقتصادی ذرائع، ۲) سیاسی نظام، ۳) اخلاقی اقدار و روایات اور ۴) مختلف علوفنون پر گہری نظر جیسے عناصر پر مبنی ہوتی ہے ۔ سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کے نزدیک تکوینِ تہذیب کے پانچ عناصر ہیں۔ دنیاوی زندگی کا تصور، زندگی کا نصب العین، اساسی عقائد وافکار، تربیتِ افراد، اور نظامِ اجتماعی۔ اسلامی تہذیب اساسِ کامل وحدانیت، آفاقی اہداف وپیغامات، اعلیٰ اخلاقی قدروں کی ترویج ، حق پر مبنی علم اور پختہ عقائد سے وابستگی اور مذہبی حدود کے باوجود وسعتِ نظر اور اعتدال پسندی جیسی خصوصیت سے مزین ہے ۔ اسلام کی پیش کردہ شاہراہِ حیات تعمیر شخصیت اور فلاح انسانیت کے ایسے جامع اصولوں پر استوار ہے جو انسانی فطرت کے عین مطابق ہیں۔ اسلام کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ وہ محض ایک مذہب نہیں بلکہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے، جو فرد کی انفرادی زندگی سے لے کر اجتماعی نظامِ حیات تک، ہر پہلو میں اصلاح، توازن اور ارتقا کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔ اسلامی تعلیمات کی اساس فطرت انسانی سے ہم آہنگ ہے، اس لیے اس پر عمل انسان کے لیے دشوار نہیں بلکہ فطری میلان کے مطابق آسان عمل ہے۔ دیگر مذاہب اور تہذیبیں اس اعتبار سے اسلام کے ہم پلہ نہیں کہ وہ زندگی کے تمام شعبوں - اخلاق، معشیت، معاشرت، سیاست اور روحانیت - میں ایسا مربوط نظام پیش کرنے سے قاصر رہی ہیں جو انسان اور معاشرے دونوں کی ہمہ جہت اصلاح کو یقینی بنائے۔ اسلام کا فلسفۂ حیات اور اس کی شعریت انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کی منظم تشکیل اور جامع تعمیر کی صلاحیت رکھتی ہے۔ اسلامی تہذیب و معاشرت اسلامی ضابطہ حیات کی عکاسی ہے، جو انسان کی فطری ساخت، روحانی تقاضوں اور اخلاقی اقدار سے مطابقت رکھتی ہے۔ اس کے برعکس، مغربی تہذیب اپنی فکری بنیادوں میں اسلام کی تعلیمات سے انحراف اور بغاوت کی مظہر ہے۔ اگر دونوں تہذیبوں کا تقابلی مطالعہ کیا جائے تو یہ امر آشکار ہوتا ہے کہ اسلامی تہذیب انسانی فطرت اور اخلاقی توازن کی ضامن ہے، جب کہ مغربی تہذیب مادیت اور انفرادیت کے غلبے کے باعث انسانی اقدار کی زوال پذیری کا سبب بنی ہے۔ یہ مقالہ قرآن و حدیث اور عظیم مفکرانِ اسلام ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ اور مولانا علامہ سید مودودیؒ کے نظریات وافکار کی روشنی میں پاکستانی تناظر میں تقابلی اور تجزیاتی تحقیقی منہج کے تحت اسلامی تہذیب کے مستقبل کے لیے ایک عملی لائحہ عمل پیش کرتی ہے۔

مقاصدِ تحقیق

۱) تہذیبِ اسلامی کے انحطاط کے اسباب کا مفصل تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ کرنا

۲) اسلامی تہذیب کے مستقبل کے لیے درست عقائد و نظریات کی اہمیت کا تحقیقی جائزہ کرنا

۳) تہذیبِ اسلامی کے روشن مستقبل کے لیے علم و فکر کی اصلاح و ترقی کی اہمیت کا تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ کرنا

۴) اسلامی تہذیب کے روشن مستقبل کے تناظر میں خاندانی نظام کے لیے اصلاحی اقدامات پیش کرنا

۵) اسلامی تہذیب کے مستقبل کو کامیاب بنانے کے لیے میڈیا کے فعّال کردار کا تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ کرنا

تہذیبی انحطاط کے عوامل

۱) توحید و رسالت سے انحراف

اسلامی تہذیب کے مبادی و اصول میں سے پہلا اصول توحید پر اعتقاد اور اس کا پرچار ہے۔ توحید سے انحراف انسان کو اسکی اصل راہ سے دور کر دیتا ہے

سید ابو الاعلیٰ مودودی کے نزدیک:

آدمی نے اپنی زندگی کو حقیقت اور واقعہ کے خلاف بنا رکھا ہے اس لیے وہ تکلیف اٹھا رہا ہے اور جب تک وہ پھر اسے حقیقت کے مطابق نہ بنائے گا کبھی چین نہ پا سکے گا۔

علامہ اقبالؒ کے نزدیک مسلمان افتراق توحید و رسالت کے تقاضے پیشِ نظر نہ رکھنے کی وجہ سے فکری بے مرکزی کا شکار ہیں۔ کیونکہ عقائد وحدتِ افکار کے علاوہ وحدتِ اعمال کے بھی مظہر ہونے ضروری ہیں۔ لہٰذا ایک خدا، ایک رسول ﷺ اور ایک حرم کو ماننے والوں کا افتراق افسوسناک ہے۔

منفعت ایک ہے اس قوم کا، نقصان بھی ایک
ایک ہی سب کا نبی، دین بھی، ایمان بھی ایک
حرمِ پاک بھی، اللہ بھی، قرآن بھی ایک
کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک
فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں؟

۲) کاہلی کے رجحانات اور سماجی ذمہ داریوں سے غفلت

علامہ اقبال کے نزدیک تن آسانی و کاہلی اور اجتماعی ذمہ داری سے روگردانی اور تقدیر کا غلط تصور اسے منزلِ مقصود دور کرتا ہے۔ آج کا مسلمان علمی و عملی میدان میں کمزور پڑ گیا۔مایوسی و ناامیدی کی وجہ سے آج کا نوجوان متنوع جذباتی، روحانی، سماجی ، معاشرتی و معاشی مسائل کا شکار ہے۔ معاشرتی عناصر انہیں مایوس و ناامید کر دیتے ہیں اور یہ پہلو انہیں بے عملی کی جانب مائل کرتا ہے۔

۳) معاشرتی ناانصافی

سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کے نزدیک تہذیبی و معاشرتی بگاڑ کی ایک وجہ معاشرتی ناانصافی ہے۔ تمام انسانیت امن، انصاف ،عزت اور شرافت کی مستحق ہے۔ معاشرتی فلاح کے حصول کے لیے ضروری ہے کہ معاشرے میں ایسے قوانین کا نفاذ کیا جائے جو تمام انسانیت کے لیے یکساں ہوں۔

۴) مسلمان کے علم و عمل میں عدم مطابقت

سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کے نظریے کے مطابق مسلمان اور کافر میں علم و عمل کے علاوہ کوئی فرق نہیں۔ اپنے آپ کو مسلمان کہنے والے شخص کا علم و عمل اگر کافر جیسا ہے تو وہ جھوٹ کہتا ہے کیونکہ کافر کتاب اللہ کو پڑھتا ہے نہ سمجھتا ہے اور نہ ہی وہ اس کامل کتاب سے رہنمائی حاصل کرتا ہے ۔ وہ اعتصامِ کتاب و سنّت کی بجائے اپنے آپ کو آزاد تصور کرتا اور اپنے نفس کی خواہشات کی پیروی کرتے ہوئے حلال و حرام کی تمیز نہیں کرتا۔ المیہ یہ ہے کہ آج کا مسلمان بھی اسی بے راہ روی کا شکار ہے۔ وہ علم ہونے کے باوجود اسے یکسر نظرانداز کر کے آزادانہ زندگی گزارنے کو پسند کرتا ہے۔ وہ حلال و حرام کے فرق کو بھول جاتا ہے اور اسکا طرزِ زندگی لباس، اخلاق، روایات، اسکے سماجی تعلقات، اسکی محافل اور اسکی تفریح و سرور غیر مسلمانہ ہیں۔

۵) میڈیا اور انٹرنیٹ کے نقصانات

تحقیقات اور مشاہدات کے مطابق سوشل میڈیا نشر کیا جانے والا غیر اخلاقی مواد اسلامی نظامِ حیات میں انحطاط کا سبب بن رہا ہے۔

الف) سوشل میڈیا اور انٹرنیٹ کا غیر ضروری استعمال

سوشل میڈیا اور انٹرنیٹ کی دنیا کا دائرہ وسیع اور بلا حدود و متعین ہے۔ اس پلیٹ فارم پر نشر کیا جانے والا مواد جو مکمل طور پر اسلامی تہذیب و ثقافت کی مخالفت اور اخلاقی و ذہنی صحت کو مجروح کر دیتا ہے۔ گوگل نے پاکستان کو دنیا کے سب سے زیادہ

فحاش مواد سرچ کرنے والے ممالک میں شمار کیا ہے۔ عریانیت، فحش گوئی اور گناہِ کبیرہ کی طرف آمادہ کرنے والا مواد پاکستانی نوجوان نسل میں مقبولیت پا رہا ہے۔ گوگل کی جانب سے تخریج کردہ مندرجہ ذیل گراف ۱۸ اگست ۲۰۲۴ سے لیکر ۱۱ مئی ۲۰۲۵ تک فحش گوئی پر مبنی دیکھے جانے والے مواد کی شرح کی وضاحت کرتا ہے۔

ب) ٹی وی اور انٹرنیٹ کے ذریعے غیر اخلاقی اور غیر مہذب مواد کی ترویج

۱) ٹی وی شوز جس میں لوگ اپنے گھر کے افراد کے ساتھ شرکت کرتے ہیں وہاں استعمال ہونے والے الفاظ اور گفتگو جو تہذیب یافتہ معاشرے میں پسند نہیں کیے جاتے نوجوان نسل ایسے الفاظ کے لیے پسندیدگی کا اظہار کرتے ہیں اور روزمرہ زندگی میں انہیں اپنی گفتگو میں عام کرتے ہیں۔ (مثال: جیتو پاکستان اور اس کے علاوہ دوسرے پروگرام، میزبان اپنے ساتھی مہمان مرد و خواتین کو بلاتے ہیں، بلا امتیازِ شخصیت مصافحہ اور معانقہ کیا جاتا ہے جو نوجوان نسل کو ان اطوار کا منفی پیغام دیتا ہے۔ اس کے علاوہ بلا حدود و تعین ان عادات و اطوار کی ترویج کی جا رہی ہوتی ہے جو کسی بھی فرد کی ذہنی صحت کو متاثر کر سکتی ہے)

۲) ویڈیو بلاگنگ (یعنی ویڈیو کی صورت میں اپنے خیالات یا تجربات دوسروں تک پہنچانا) کا رواج پاکستان میں روز بروز ترقی کرتا جا رہا ہے اور یہ لوگوں کا ذریعہ ءمعاش بھی ہے۔ لیکن اسکے مثبت استعمال کے برعکس منفی استعمال کی جڑیں طاقتور ہوتی جا رہی ہیں۔ ان ویڈیوز میں ایسے مواد کو ترویج کیا جاتا ہے جو خاندانی نظام کے اصول و قوانین کے مخالف اور اسلامی معاشرے میں ناقابلِ قبول ہوتا ہے۔ نوجوان نسل ایسے مواد، ان میں استعمال کی جانے والی زبان اور ایسے افراد کو پسند کرتے ہیں جو تہذیب و ثقافت اور منہجِ اسلام سے دوری کا سبب بنتے ہیں۔

۳) شوبز انڈسٹری سے نشر کیے جانے والے ڈرامہ، فلمیں اور سالانہ ایوارڈ کی تقریبات اس طرح کے مواد پر مبنی ہوتے ہیں جو مغربی لباس، رہن سہن اور عادات و اطوار کو عام کرتے ہوئے شعائرِ اسلام اور پاکستانی معاشرہ کی تہذیب و ثقافت کی کھلی نفی کرتے ہیں۔ یہ مواد تیزی سے نوجوان نسل کی ذہنیت، سوچ و فکر، پسندیدگی و ترجیحات ، اخلاق و عادات، رہن سہن کے طریقے، تہذیب، معاشرتی اقدار، اسلامی خاندانی نظام کے رسم و رواج کو منفی انداز سے متاثر کرتا ہے

مندرجہ ذیل گراف جنوری ۲۰۲۵ تا مارچ ۲۰۲۵ کے درمیان سوشل میڈیا پلیٹ فارم یوٹیوب سے ختم کی جانے والی ویڈیوز کی شرح کی وضاحت کرتا ہے ان میں سے سب سے زیادہ شرح اس مواد پر مبنی ویڈیوز کی ہے جو نوجوانوں کی غلط سمت میں رہنمائی کرتی ہیں۔

ج) بحث ومباحثہ کی گونج میں دلائل کی خاموشی

دورِ حاضر میں میڈیا پر نشر ہونے والے بُہتانِ آواز اور مباذبت پر مبنی پروگرام، ٹاک شوز اور غیر سنجیدہ مواد عوام الناس کی سوچ پر براہِ راست اثر انداز ہوتے ہیں۔ یہ رجحان اس تصور کو تقویت دیتا ہے کہ بلند آواز ہی دلیل اور کامیابی کی علامت ہے اور جو خاموش رہے گا وہ ناکام سمجھا جاتا ہے، جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ دلیل کی مضبوطی اور وقار سے بات کرنا ہی اصل جیت ہے، آواز کی بلندی وقتی تاثر تو پیدا کر سکتا ہے مگر پائیدار کامیابی نہیں دیتا۔

دورِ حاضر میں بچوں کے ساتھ بیٹھ کر پولیٹیکل ٹاک شوز دیکھتے ہوئے محتاط رہنا پڑتا ہے۔ ہر دوسرے، تیسرے چینل پر غیر مہذب اور نازیبا الفاظ کا استعمال کیا جاتا ہے۔ سوشل میڈیا پر آڈیو ویڈیو لیک کا ایک بازار گرم رہتا ہے۔ بچے براہ راست دریافت کرتے ہیں کہ یہ آڈیو / ویڈیو لیک کیا ہے؟ تو بڑے افراد کے پاس وضاحت کے لیے کچھ نہیں بچتا لہذا معقول جواب دینے کی بجائے انہیں خاموش کروادیا جاتا ہے۔ پریشان کن بات تو یہ ہے کہ ٹاک شوز اب باقاعدہ مچھلی منڈی میں تبدیل ہو چکے ہیں۔ گالی سیاست کی پہچان بن چکی ہے۔ حالانکہ سیاست بے لوث خدمت اور معتدل رویوں کو فروغ دینے کا نام ہے۔ احترامِ آدمیت کے بغیر سیاست فاشزم ہے۔ مرنے مارنے کی باتیں کرنا ایک دوسرے پر الزام تراشیوں کی بوچھاڑ کرنا، ایک دوسرے کو دہشت گرد کہنا، بدقسمتی سے پاکستانی سیاست کا خاصہ بن چکا ہے۔ دراصل اِمچور سیاست دانوں نے سیاست کو جھوٹ اور کرپشن بناڈالا ہے۔ ایسے ناتجربہ کار سیاست دان جن کی سیاسی ٹریننگ ہی ایک لیڈر کی نہیں ہوئی ہوتی، پارٹیاں تبدیل کر کے وہ اپنے ایکس قائد کے خلاف بدخوئی کرتے نظر آتے ہیں۔

د) سوشل میڈیا اور انٹرنیٹ پر وقت کا ضیاع

Pew Internet and Americal Life Project

کی ۲۰۱۵ کی رپورٹ کے مطابق ۷۱ فیصد نوعمر کئی سماجی رابطے کی ویب سائٹس استعمال کرتے ہیں اور ۹۲ فیصد روزینہ انٹرنیٹ استعمال کرتے ہیں۔ نوعمر ۱۳ سال کی عمر میں ہی سماجی رابطوں کے لیے اکاؤنٹ بناتے ہیں۔ تاکہ معلومات اور خبریں حاصل کر سکیں۔ نوعمر انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا کو اپنی معلومات کا بنیادی ذریعہ سمجھتے ہیں۔

اسلامی تہذیب کے مستقبل کے لیے ایک عملی صلاحات واقدامات

۱) عقائد ونظریات کی اصلاح وترقی

سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ کے نظریے کے مطابق قرآن مجید، سنّتِ رسول ﷺ اور خلافتِ راشدہ اسلامی دستور کے تین اہم مآخذ ہیں۔ آج کا مسلمان عقائد کی کمزوری، توحید سے انحراف، قرآن و سنت کی تعلیمات کو نظر انداز کر کے غیر اللہ کے سامنے سوالی اور شرک و بدعت کی وجہ سے نفسیاتی، سماجی اور معاشرتی مسائل کا شکار ہے۔ جبکہ اسکا دستورِ حیات قرآن مجید اسے ان الفاظ میں تسلی دیتا ہے کہ:

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ

یقیناً وہ لوگ جنھوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے، پھر اس پر ثابت قدم رہے، ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں (اور کہتے ہیں) تم نہ ڈرو، نہ غم کرو، اور خوش ہو جاؤ اُس جنت کی بشارت سے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا

روز مرہ زندگی میں درست اور نبوی ﷺ عقائد کی پیروی میں ایک انسان کی فلاح ہے اور اسی امر نے اسلامی تہذیب کو تمام تہذیبوں سے ممتاز بنایا۔

۶) نظامِ فکر و تعلیم کی اصلاح و ترقی

تعلیم باری تعالیٰ کا وہ انمول تحفہ ہے جو انسانیت کو تہذیب سکھانے کے ساتھ ساتھ اخلاق و کردار کی تعمیر کرتی ہے۔ اگر درست سمت میں فکر و نظریات کا تعین کر دیا جائے تو ایک مسلمان کامیاب اور پر سکون زندگی گزار سکتا ہے۔ ایک انسان کے لیے اسکی ماں کی گود کے بعد تعلیمی درسگاہ اسکی ذہنی و اخلاقی تربیت کا مرکز ہوتا ہے اور اسی مرکز سے ہی اسکی ذہنی نشوونما ہوتی ہے اور اس درسگاہ کے داخلی و خارجی تمام عناصر اسکی نشوونما پر اثر انداز ہوتے ہیں لہٰذا تعلیمی درسگاہیں اسلامی تہذیب کی ترقی و کامیابی میں حیثیت کی حامل ہیں۔

الف) قرآن و سنت کی روشنی میں نصابِ تعلیم کی تشکیل

نصاب تعلیمی عمل کی متعدد سرگرمیوں اور اجزاء میں سے اہم ترین سرگرمی اور جزو ہے۔ اسی وجہ سے اسے تعلیم کا قلب بھی کہا جاتا ہے۔ اپنی نوعیت اور غرض و غایت کے اعتبار سے نساب وہ لائحہ عمل ہے جو متعینہ تعلیمی مقاصد کے حصول کا ضامن سمجھا جاتا ہے۔ نصاب کے توسط سے اساتذہ نہ صرف طلبہ کو خود شناسی کے عمل سے گزارتے ہیں بلکہ انہیں معاشرہ شناس بناتے ہوئے حقیقت اور خدا شناسی کے مرحلے سے بھی سرفراز کرتے ہیں۔ نصاب ہی وہ وسیلہ ہوتا ہے جس کی بنیاد پر قومیں اپنی گروہی زندگی کی تشکیل و تعمیر اور ترقی و استحکام کے مراحل طے کر کے بین الاقوامی برادری میں بڑی تمکنت سے سر اٹھا کر تاریخ رقم کرتی ہیں۔ تو خالصتاً انفرادی لحاظ سے فرد کی فطری اور اکتسابی صلاحیتوں کا نشوونما نصاب کے وسیلے سے ہی ممکن ہوتی ہے۔

نصاب اپنی ماہیت کے اعتبار سے عمومی تعلیمی عمل کا باقاعدہ، واضح اور منظّم دستاویزی پروگرام ہے۔ اسی کے توسط سے معلم، طلبہ کی جسمانی، ذہنی، اخلاقی، جذباتی روحانی اور معاشرتی نشوونما کرتے ہوئے انہیں اپنے نصب العین سے ہمکنار کرتا ہے اور یہ نصب العین خودشناسی بھی ہو سکتا ہے، معاشرہ شناسی بھی، حقیقت شناسی اور خداشناسی بھی۔ درحقیقت یہ تمام مرحلے انسان کے عمومی نصب العین کے ہی مظہر ہوتے ہیں۔

ب) مربوط نصابِ تعلیم اور اسکی اہمیت

مربوط نصابِ تعلیم میں جہاں طلبہ کی شخصیت کی مکمل نشوونما کے لیے ان کے میلانِ طبع، ذہنی استعداد، جسمانی اور اخلاقی نشوونما کے علاوہ ان کی ذاتی دلچسپیوں اور مشاغل کو پیشِ نظر رکھا جاتا ہے وہاں معاشرتی تنظیم اور ان کے اجزاء کی بنیادی ماہیت اور دیگر مضمرات کو بھی پیشِ نظر رکھا جاتا ہے تاکہ سماجی ثقافتی اقدار و مثالیات اور ان کی قدر و منزلت اور اہمیت طلبہ کے ذہنوں میں راسخ کی جاسکے اور جس کی بنیاد پر وہ معاشرے میں مطابقت حاصل کر سکیں۔

مربوط نصابِ تعلیم کی ایک اور بڑی خوبی یہ ہے کہ یہ نہ صرف انفرادی لحاظ سے خودشناسی کا اہم لائحہ عمل بھی ثابت ہوتا ہے اس کے ساتھ ساتھ اس میں وقت اور حالات کے تقاضوں سے عہدہ براء ہونے کی بھرپور صلاحیت اور پروگرام ہوتا ہے جس کی بناء پر تعلیم صحیح معنوں میں لازمہ حیات، سماجی فریضہ اور وسیلہ ترقی بن کر انسان کو ترقی و استحکام کی نئی رفعتوں سے آشنا کرتی ہے اس کے علاوہ اس طرزِ نصاب کی ایک اور خوبی یہ ہے کہ یہ طلبہ کی استعداد آموزش میں اضافے کا باعث ہونے کے ساتھ ساتھ تمام سماجی مسائل و معاملات کا حل بھی پیش کرتا ہے۔

ج) اخلاقی تربیت

ا) تربیتی ورکشاپس و سیمینارز

وفاقی سے لے کر ضلعی سطح تک وزارتِ تعلیم کو چاہیے کہ نوجوان نسل کی تعمیرِ شخصیت کے لیے تعلیمی اداروں میں کانفرنس اور سیمینار کا انعقاد لازم کرے۔ یہ اقدام انکے ذہنوں پر مثبت اثر پیدا کرے گا۔ نوجوان نسل عمر کے اس حصے میں جذباتیت اور حساسیت کے مرحلے سے گزر رہے ہوتے ہیں انکی سمت کا تعین حکومت، والدین اور اساتذہ کی ذمہ داریوں میں شامل ہے۔ معروف مذہبی اسکالر جامعۃ الرشید کے مدرس مولانا مفتی طارق مسعود حفظہ اللہ نے اپنے ایک خطبہ میں تجربہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ انہیں کراچی کی مشہور تعلیمی درسگاہ اقراء یونیورسٹی میں خطاب کے لیے مدعو کیا گیا۔ انکا طلبہ و طالبات سے خطاب کا دورانیہ ڈیڑھ سے پونے دو گھنٹوں پر محیط رہا، موسم کی خرابی اور طویل وقت کے باوجود اس دوران تمام طلبہ و طالبات کی توجہ اور

ذوق و شوق قابلِ تعریف تھا۔ جس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اگر ان نوجوانوں کی سمت کا درست تعین کیا جائے تو انکی مثبت ذہنی تربیت سہل اور ممکن ہے۔

۲) لباس میں اصلاح و تزکیہ

لباس کسی بھی تہذیب کی عکاسی کرتا ہے۔ تعلیمی درسگاہوں کے ذریعے اسلام کے تصورِ حجاب و ستر پوشی کو اجاگر کیا جاسکتا ہے۔ یونیفارم کی صورت میں ایسا لباس جو ستر پوشی کے نظریے پر پورا اترتا ہو متعارف کرایا جائے۔ مرد و خواتین اساتذہ کرام اپنے لباس سے اسکا عملی نمونہ پیش کریں۔ پاکستانی نظامِ تعلیم میں اسکول و کالج کی بنیاد پر تو یونیفارم لازم قرار دیا جاتا ہے لیکن یونیورسٹی کی سطح پر طلبہ کو اس میں آسانی فراہم کی جاتی ہے کہ یونیفارم کی بجائے اپنے ذاتی لباس میں تعلیم حاصل کرسکتے ہیں۔ لیکن اس سطح پر لباس کے مکمل قواعد و ضوابط بنائے جائیں اور ان پر تعمیل کو یقینی بنایا جائے۔

۳) جملہ قواعد و پالیسی کی جامع اصلاح

نصاب اور لباس کے علاوہ کسی بھی درسگاہ کے روزمرہ قواعد نظم و ضبط، اخلاقی تربیت اور مثبت تعلیمی ماحول کو برقرار رکھنے کے لیے نہایت اہم ہوتے ہیں۔ ان قواعد میں طلبہ و اساتذہ کی وقت کی پابندی، لباس و آداب اور اساتذہ کے احترام جیسے اصول بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ ادارے کی املاک کی حفاظت ہر طالبعلم کا اخلاقی فریضہ ہے

۳) خاندانی نظام میں اصلاحی اقدامات

الف) اخلاقی اقدار کی ترویج

سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کے مطابق ضبطِ نفس، شرم و حیاء، حجاب و ستر پوشی کا اہتمام، خودداری، شائستگی، ملنساری، فرض شناسی، وفاداری، مستعدی، احساسِ ذمہ داری، تعاون اور امدادِ باہمی جیسی اعلیٰ صفات کسی معاشرے کو قدر و منزلت کا مقام عطا کرتی ہیں۔

ب) عائلی زندگی کی اسلامی تشکیل و تنظیم

اسلام کا عائلی نظامِ حیات حجابِ شرعی، مرد کی قوامیت، شوہر، بیوی، بچوں اور والدین کے حقوق و فرائض، طلاق اور خلع کے احکام، تعدّدِ ازواج کی مشروط اجازت، زنا اور قذف کی سزا جیسے قوانین متعارف کروا کر ایسی حدود کا تعین کرتا ہے کہ اگر انکی ٹھیک ٹھیک نگہداشت کی جائے اور ان حدود میں رہ کر خانگی زندگی کو منضبط کیا جائے تو نہ گھریلو نظام زوال اور انتشار کا شکار ہو گا

اور نہ عورتوں کی آزادی کا مغربی تصور معاشرے میں سر اٹھائے گا جو آج پوری انسانی تہذیب کے استحکام اور بقا کے لیے خطرہ بن کر ابھر رہا ہے۔

ج) نکاح کی ترغیب اور زنا کی ممانعت

دینِ اسلام نکاح اور خاندانی نظام کو پسند کرتا ہے جو اسلامی تہذیب کے محاسن میں سے ایک ہے۔ شریعتِ اسلامیہ میں نکاح کی ترغیب ان الفاظ میں دلائی گئی ہے۔

> عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضي الله عنه قَالَ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ، مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ، وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ، فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ، فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ
>
> عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے نوجوانوں کے گروہ! تم میں سے جو شادی کی طاقت رکھتا ہے وہ نکاح کرے، کیونکہ یہ نگاہوں کو جھکانے والا اور شرمگاہ کو محفوظ رکھنے والا ہے، اور جو استطاعت نہ رکھے، وہ روزے رکھے، کیونکہ روزہ اس کے لیے ڈھال ہے۔

نکاح کی ترغیب کے ساتھ ساتھ زنا کی سخت الفاظ میں مذمت کر گئی ہے۔ سنن ابن ماجہ کی حدیث اس امر کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے

> إِذَا جَاءَكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِينَهُ وَخُلُقَهُ فَزَوِّجُوهُ، إِلَّا تَفْعَلُوا تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ عَرِيضٌ
>
> جب تمہارے پاس کوئی ایسا شخص رشتہ لے کر آئے جس کے دین اور اخلاق سے تم راضی ہو تو اس کا نکاح کر دو۔ اگر تم ایسا نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد پیدا ہو گا۔

مندرجہ بالا حدیث کا مقصود باہمی مفاہمت سے نکاح کو عام کیا جائے۔ کیونکہ اگر تمام عمدہ خصوصیات کو تلاش کیا جائے گا تو شریکِ حیات کا انتخاب مشکل ہو جائے گا، بہت سی عورتیں بغیر خاوندوں کے رہیں گی اور زنا اور بدکاری میں مبتلا ہوں گی اور نفسانی سکون کی تلاش میں مرد و خواتین گناہِ کبیرہ کے مرتکب ہونگے اور زمین میں فساد برپا ہو گا۔

پاکستانی تناظر میں صورتحال افسوسناک منظر پیش کرتی ہے۔ ۱۱ اپریل ۲۰۲۵ جنگ ڈاٹ کام پر شائع کیے جانے والے کالم کے مطابق اسلام آباد سرکاری جرائم کے اعداد و شمار کے مطابق سال ۲۰۲۴ میں ملک بھر میں مجموعی طور پر ۲۱۴۲ اجتماعی زیادتی اور ۲۷۴۴ زنا کے کیسز درج ہوئے جن میں صوبہ پنجاب کی شرح سب سے زیادہ ہے۔

د) اسلام میں طلاق کی محدود اجازت

تہذیبِ اسلامیہ میں خاندانی نظام کی خوبصورتی زوجین کے باہمی اتفاق، محبت، الفت اور رواداری سے مزین ہے۔ طلاق بظاہر حلال پہلو ہے لیکن دینِ اسلام نے اسکو ناپسند بھی قرار دیا ہے۔ حدیثِ مبارکہ کے مطابق:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبْغَضُ الْحَلَالِ إِلَى اللَّهِ الطَّلَاقُ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے نزدیک حلال چیزوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ چیز طلاق ہے۔

ریاستِ پاکستان جو کہ اسلامی تہذیب اور ثقافت کے فروغ کے لیے قائم کی گئی تھی اسکی معاشرتی زندگی قابلِ غور حالت کی عکاسی کرتی ہے۔ ایک تحقیق کے مطابق مردوں کی نسبت خواتین کی جانب سے طلاق کے رجحان میں اضافہ دیکھا گیا ہے۔ جسکی وجہ متفرق عناصر ہیں۔ اعداد و شواہد سے اس امر کی نشاندہی کی گئی ہے کہ پاکستان میں طلاق کا بڑھتا رجحان یقینی ہے۔ اگرچہ مختلف علاقوں میں اسکی شدت مختلف ہے۔ گیلپ کے ایک سروے کے مطابق صرف ۲۱ فیصد افراد نے گزشتہ چھ ماہ میں اپنے قریبی رشتہ داروں یا جاننے والوں میں دیکھا یا سنا۔ اور طلاق ان عوامل میں سے ایک ہے جو اسلامی معاشرتی نظام کو متاثر کرتے ہیں۔ اس معاشرتی نقصان کی علم و آگہی، صبر و تحمل اور شکر گزاری کے فوائد و ثمرات، عائلی و سماجی زندگی کی اہمیت کو اجاگر کر کے روک تھام کی جاسکتی ہے۔

۴) اصلاحِ نظامِ سیاست

اسلام کا نظامِ سیاست تین اصولوں توحید، رسالت اور خلافت پر مبنی ہے۔ سیاسی نظریات کا حامل فرد جب عقیدہ توحید کو اپناتا ہے تو وہ انسانی حاکمیت کی نفی کو سمجھتے ہوئے رسالت اور کتاب اللہ کے احکامات کی پیروی کرتا ہے۔ جب وہ خلافت کے مفہوم کی سمجھ بوجھ رکھتا ہو گا تو خود کو عوام النّاس کا خادم سمجھتے ہوئے اختیارات کی حدود کا تعین کرے گا۔ پاکستانی تناظر میں نظامِ سیاست اسکے برعکس منظر پیش کرتا ہے۔ یہ سیاسی انتشار ذاتی مفادات، اقتدار کی خواہش اور جماعتی رقابتوں کو قومی مفاد پر ترجیح دیتا ہے۔ سیاستدانوں کی باہمی کشمکش، الزامات کی سیاست اور مفاہمت کی کمی نے عوامی اعتماد کو مجروح اور نظامِ سیاست کو غیر مستحکم کر دیا ہے۔ اقتدار کی کشمکش میں عوام کو اشتعال دلا کر توڑ پھوڑ، افراتفری اور قانون کو اپنے ہاتھ میں لینے پر آمادہ کیا جاتا ہے۔ جبکہ شریعتِ اسلامیہ نظامِ سیاست سے پرامن مفادِ عامہ پر مبنی تقاضے کرتی ہے۔ قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

الَّذِينَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنكَرِ ۗ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ (سورة الحج آیت نمبر: ۴۱)

"یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم انہیں زمین میں اقتدار دیں تو وہ نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں۔ اور سب کاموں کا انجام اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔"

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ۗ وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُم ۚ مِّنْهُمُ الْمُؤْمِنُونَ وَأَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ (سورة آل عمران آیت نمبر: ١١٠)

"تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے نکالی گئی ہے، تم نیکی کا حکم دیتے ہو، برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔ اور اگر اہلِ کتاب ایمان لے آتے تو یہ ان کے لیے بہتر ہوتا، ان میں کچھ ایمان والے ہیں مگر ان میں سے اکثر نافرمان ہیں۔"

ان احکامات کی روشنی میں نظامِ سیاست کی درست اور کامیاب سمت کے تعین کی ضرورت ہے تاکہ ریاستِ پاکستان معاشرتی، اقتصادی اور سیاسی غرضیکہ تمام شعبوں میں ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکے۔

۵) ریاستی سطح پر اصلاحی اقدامات

الف) اصلاحِ کردار و قیادت

سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کے نزدیک اسلام کا مقصد تمدن کے ہر شعبے میں اخلاق کے مستقل اصولوں کی پابندی کروانا، روئے زمین پر قوانینِ باری تعالیٰ کا نفاذ کروانا اور ایسی جماعت کا قیام ہے جس کا مقصدِ اول نیکی کو قائم کرنا اور بدی کو مٹانا ہے۔ سول سروس اور قیادی ذمہ داریوں کے حامل افراد کی شخصیت سازی تہذیبی و معاشرتی استحکام کے لیے بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ ایک ذمہ دار شخص کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف، اسکی محبت، اسکی خوشنودی کا حصول، اسے حاکمِ اصلی سمجھنا، اس کے سامنے اپنے آپ کو جواب دہ سمجھنا اسے درست سمت میں گامزن رکھتا ہے۔ یہ تقویٰ و پرہیزگاری اس سے درست فیصلے کرواتی ہے۔ اور انہیں فکر و نظریات کی بنیاد پر ریاستی قوانین کی تشکیل اور انکا نفاذ کرے گا۔ ان عقائد کی روشنی میں وہ حلال و حرام کی حدود کا تعین کرے گا اور یہ چیز اسے خواہشات کی بندگی سے، ناجائز منفعتوں اور لذتوں کے لالچ سے اور بداخلاقی کے مفید مطلب ذرائع اختیار کرنے سے روکتی ہے۔ لہٰذا ان ذمہ داران کا نماز کا پابند ہونا ضروری ہے جو انکے اندر ضبطِ نفس، فرض شناس، اجتماعی مفاد کو ترجیح دینے والا اور مضبوط کردار کا مالک جیسی صفات پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ انہیں اس قابل بنائے گی کہ وہ امانتوں، ذمہ داریوں حقوق اللہ و حقوق العباد کے بار کو امانت داری سے ادا کریں گے۔

ب) حصولِ علم کی فکر و ترویج

سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ کے نزدیک ایک مسلمان کو حصولِ علم کی فکر ہونی چاہیے۔ اسے قرآن و سنت کا علم ہونا چاہیے۔ اسے معلوم ہونا چاہیے کہ شریعتِ اسلامیہ اس سے کن احکامات کا تقاضہ کرتی ہے؟ حق و باطل کی حدود کیا ہیں؟ کفر و اسلام میں فرق کن باتوں کی وجہ سے ہے؟ اس علم کے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا۔ اس تناظر میں ریاستِ پاکستان کا فعال کردار انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ اصلاحِ نصاب سے لیکر اسلامی قوانین کے نفاذ کو یقینی بنایا جائے۔ میڈیا پر نشر کیے جانے والے مواد کے سلسلے میں پیمرا کو شرعی و ریاستی حدود و قوانین کا پابند بناتے ہوئے اسے احتسابی عدالت میں جوابدہ بنایا جائے۔ اخلاقی و تربیتی مواد کی ترویج کی جائے اور غیر اخلاقی مواد کی روک تھام کی جائے۔

۶) اصلاحی اقدامات میں میڈیا کا کردار

الف) فحاشی اور عریانیت پر مبنی مواد کی روک تھام

پاکستان میں نو عمر بچوں اور نوجوانوں میں فحش مواد کے بڑھتے ہوئے رجحان کی روک تھام کے لیے ریاستی سطح پر سنجیدہ اقدامات ضروری ہیں۔ اس ضمن میں پیمرا کو چاہیے کہ وہ نہ صرف ٹی وی اور آنلائن پلیٹ فارمز پر نشر ہونے والے غیر اخلاقی مواد پر موثر پابندی عائد کرے بلکہ ڈیجیٹل میڈیا اکاؤنٹس جو عریانیت اور غیر مہذب مواد کو فروغ دیتے ہیں ان پر فوری طور پر بلاکنگ اور ریگولیشن کے ذریعے کنٹرول کیا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ پیمرا مثبت اور اخلاقی اقدار پر مبنی مواد کے فروغ کی پالیسی اپنائے تاکہ نوجوانوں کو صحت مند تفریح اور تعمیری معلومات فراہم کی جا سکیں۔

ب) الیکٹرانک میڈیا کی اصلاحات

ٹیلی ویژن پر دکھائے جانے والے مواد کی اصلاحات کے لیے حکومتِ پاکستان اور متعلقہ اداروں کو چاہیے کہ اس الیکٹرانک میڈیا پلیٹ فارم کے لیے مؤثر ریگولیشن کا نظام بنائیں، جس کے تحت غیر اخلاقی اور خاندانی اقدار کو نقصان پہنچانے والے مواد کی اشاعت پر فوری طور پر پابندی عائد کی جا سکے۔ اس کے ساتھ ساتھ مثبت اور اخلاقی اقدار کو اجاگر کرنے والے پروگرامز کی سرپرستی کی جائے تاکہ نوجوان نسل کو صحت مند اور تعمیری مواد فراہم کیا جا سکے۔

سفارشات

۱) ریاست کو اپنی پالیسیوں میں عدل، مساوات اور فلاح عامہ کے اسلامی اصولوں کو بنیاد بناتے ہوئے شریعت کے مطابق قانون سازی کو ترجیح دینی چاہیے۔

۲) سیاسی نظام میں امانت، دیانت اور خدمت خلق کے اصولوں کو رائج کیا جائے تاکہ قیادت ذاتی مفادات کے بجائے قومی و دینی ذمہ داری کے تحت عمل کرے۔

۳) نصاب تعلیم میں دینی و عصری علوم کا متوازن امتزاج پیدا کیا جائے تاکہ نئی نسل فکری و عملی طور پر مضبوط اسلامی شناخت کے ساتھ آگے بڑھے۔

۴) میڈیا کو مغربی ثقافت کے اثرات کی ترویج کی بجائے اسلامی اقدار، اخلاقی شعور اور مثبت سماجی رویوں کے فروغ کا ذریعہ بنایا جائے۔

۵) تمام اداروں کے درمیان ہم آہنگی پیدا کی جائے تاکہ اسلامی تہذیب محض نظریہ نہ رہے بلکہ عملی اور پائیدار معاشرتی نظام کی شکل اختیار کر سکے۔

حوالہ جات

۱۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی، اسلامی تہذیب اور اسکے اصول و مبادی، صفحہ نمبر ۹،

۲۔ نایاب حسن، اسلامی تہذیب کی خصوصیات، تحریک منہاج القرآن، امئی ۲۰۱۷

۳۔ مفتی محمد نعیم، اسلامی معاشرے میں حسن سلوک اور آدابِ زندگی کی اہمیت، روزنامہ جنگ، ۲۰ اپریل ۲۰۱۸
=https://jang.com.pk/news/481059#:~:text

۴۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی، سلامتی کا راستہ، صفحہ نمبر ۱۴

۵۔ علامہ محمد اقبال، ضربِ کلیم

۶۔ علامہ اقبال، بانگِ درا، ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے

۷۔ علامہ اقبالؒ، اقبال کا تصور حیات

۸۔ ڈاکٹر آسیہ رانی، علامہ اقبالؒ اور عہد حاضر کا نوجوان، اقبالؒ نوجوانوں کو احساس دلاتے ہیں کہ خودی ہی ان کا اصل سرمایہ ہے، روزنامہ دنیا، ۹ نومبر ۲۰۲۱

۹۔ سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ، سلامتی کا راستہ، صفحہ نمبر ۱۹-۲۰

۱۰۔ سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ، خطبات، صفحات نمبر ۲۴-۲۶

11.https://youtu.be/Sdp9n4Hh3V8?si=qFbIoD7-yfZKsb0K

12.Naveed Zafar, Hafiz Muhammad Junaid Anwer, "The Digital Desire, Real Consequences: Pornography & Sexual Abuse in Pakistan", Journal of Social Sciences, DOI:10.53664/JSSD/03-02-2024-18-220-234, Development 3(2):220-234, June 2024

13.https://trends.google.com/trends/explore?geo=PK&q=porn,sex%20video,nude

14.https://www.youtube.com/watch?v=BOC5Wbq2DKE

15.https://youtu.be/IlwBqlwEpWI?si=P93UZmb6bc9Jo8PK

16.https://transparencyreport.google.com/youtube-policy/removals

۱۷۔ ڈاکٹر تابندہ خالد، "پاکستانی سیاست میں اخلاقیات کی باقیات بھی نہیں رہیں"
https://www.dw.com/ur/%D9% %BA/a-71146494

18.Abbasi NA, Huang D. Digital Media Literacy: Social Media Use for News Consumption among Teenagers in Pakistan. Global Media Journal 2020, 18:35.

۱۹۔ سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ، اسلامی دستور کی تدوین، صفحہ نمبر ۶

(سورۃ فصلت، آیت ۳۰)۲۰

۲۱۔ عناصرِ تعلیم، مصنف ڈاکٹر محمد اشرف خرم، رہبر پبلشرز کراچی

۲۲۔ عناصرِ تعلیم، مصنف ڈاکٹر محمد اشرف خرم، رہبر پبلشرز کراچی

23.https://youtube.com/shorts/jsmp0at3SZk?si=FD4zdbDoW1RIZAMx

۲۴۔ سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ، اسلام کا نظامِ حیات، صفحات نمبر ۴-۵

۲۵۔ سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ، اسلامی ریاست، صفحہ نمبر ۹۷

۲۶۔ صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب قول النبیِّ ﷺ من لم یستطع الباءۃ فلیصم، حدیث

۲۷۔ سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب الأکفاء، حدیث:۱۹۶۸

۲۸۔ مولانا قاری احمد یار صاحب، شرح حدیث، سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب الاکفاء، حدیث:۱۹۶۸، اسلامی کتب خانہ

۲۹۔ قاسم عباسی (اسلام آباد)، "۲۰۲۴ پنجاب قتل، زیادتی، زنا اور اغوا کے جرائم میں باقی ملک سے آگے"، روزنامہ جنگ، ۱۱ اپریل ۲۰۲۵، https://jang.com.pk/news/1459631

۳۰۔ سنن أبي داود، کتاب الطلاق، باب: في کراھیۃ الطلاق

31.Sumera Arshad, Muhammad Zahid Naeem, et al. Examining divorce risk through gender roles in Pakistan, Women's Studies International Forum, Volume 104, 2024,

32.Rija Sohaib, Divorce rate is rising in Pakistan, 29 Sep 2025, https://propakistani.pk/2025/09/29/divorce-rate-is-rising-in-pakistan/

۳۳۔ سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ، اسلام کا نظامِ حیات، صفحات نمبر ۱۲-۱۳

34.https://www.youtube.com/live/6ic5dp1qQfA?si=vQAYQB_7eMiYtadS

۳۵۔ سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ، اسلامی ریات، صفحہ نمبر ۱۰۰

۳۶۔ (سورۃ الحج آیت نمبر:۴۱)

۳۷۔ (سورۃ آل عمران آیت نمبر:۱۱۰)

۳۸۔ سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ، خطبات، صفحات نمبر ۲۶-۲۷

۳۹۔ سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ، خطبات، صفحات نمبر ۲۶-۲۷